



## سوال

(56) دعائیں طرز لگانا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اکثر طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ کچھ علماء دین بھی دعا نظم میں مانگتے ہیں اور کچھ ایسی ادعیہ مطبوع بازار میں بھی ملتی ہیں۔ کس حد تک درست ہے۔

میرے خیال میں ایسی دعا مانگنا اعتداء فی الدعاء ہے اور درست نہیں نیز احادیث میں دعائیں تک بندی سے منع کیا گیا ہے۔ جب محض تک بندی دعائیں اختیار کرنا درست نہیں تو پھر پوری دعا نظم میں مانگنا کہاں تک درست ہوگی۔ کیونکہ نظم میں تک بندی اور قافیہ بندی دونوں سمائی ہوئی ہوتی ہیں کیا سلف صالحین میں سے کسی نے دعا بشکل نظم مانگی ہے، اگر اس طرح کا ثبوت موجود ہے تو حوالہ اور صحت سند سے آگاہ فرمائیں اور اگر اس طرح نہیں تو تبیین کتاب و سنت کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کی پوری پوری کوشش کریں تاکہ ”نب رائیٰ منکم منکر فلیغیرہ بیدہ“ اور ”ما من نبی بعث فی امتہ قبلی الاکان فی امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ“ فسن جاہد ہم بیدہ ویس وراء ذالک من الایمان حیة خردل“ (مسلم) جیسی احادیث پر عمل پیرا ہو سکیں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

راقم الحروف اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ سائل محترم نے فرمایا ہے اس سے متیقن نہیں بشرطیکہ اسے عمومی معمول نہ بنایا جائے اور ماثورہ عربی دعاؤں کو ترک نہ کیا جائے۔ ہاں اکثر طور پر کسی مرض میں یا کسی مشکل میں انسان کے اندرونی جذبات اور دلی احساسات منظوم صورت میں زبان سے ادا ہو جاتے ہیں اور یہ اعتداء فی الدعاء کے زمرہ میں داخل نہیں۔ تک بندی مطلق یا فی الدعاء ممنوع نہیں۔ قرآن کریم میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا اس طرح منقول ہے:

قَالَ رَبِّ شَرِّحْ لِي صَدْرِي ۚ ۲۵ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۚ ۲۶ وَ عَلَن عَضَّةً مِّنْ نَّسَائِي ۚ ۲۷ وَيَفْقَهُوا قَوْلِي ۚ ۲۸ وَ جَعَلْ لِي وَرِيذَٰلَةً مِّنْ أُمَّةٍ ۚ ۲۹ بِرُءُوسِهِمْ ۚ ۳۰ شَذَّذِهِمُ عَنْ رَأْسِي ۚ ۳۱ وَأَشْرِكْ فِيهِ أُمَّةٍ مِّنْ رَّبِّي ۚ ۳۲ كُنْتُ نَسِيحًا كَثِيرًا ۚ ۳۳ وَذَكَرْتُكَ كَثِيرًا ۚ ۳۴ بِكَ كُنْتُ بِئْسَ بَصِيرًا ۚ ۳۵ (ط: ۳۵:۳۵)

یہ دعائیں تک بندی کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر ہم یہ دعا یَفْقَهُوا قَوْلِي تک پڑھیں تو کیا آن محترم اسے ناجائز قرار دیں گے؟

سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ انجِّنِي مِّنْ لَّدُنِّكَ مِنَ الْغَافِقِينَ ۚ ۲۶ إِنَّكَ إِن تَذَرْنِي مَنجُوتًا لَّنْ أَكْفُرْكَ ۚ ۲۷ رَبِّ انجِّنِي مِّنْ لَّدُنِّكَ مِنَ الْغَافِقِينَ ۚ ۲۸ وَ لَوْلَدَيْتُ لَوَلَدِي ۚ ۲۹ وَ لَوْلَدَيْتُ لَوَلَدِي ۚ ۳۰ وَ لَوْلَدَيْتُ لَوَلَدِي ۚ ۳۱ وَ لَوْلَدَيْتُ لَوَلَدِي ۚ ۳۲ وَ لَوْلَدَيْتُ لَوَلَدِي ۚ ۳۳ (نوح: ۲۸-۳۶)



سیدنا نوح علیہ السلام کی یہ دعا بھی تک بندی سے قرآن عزیز کے بعد احادیث کو دیکھا جائے تو وہاں بھی اسی طرح تک بند کے ساتھ ادعیہ بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں میں صرف تین پر اکتفا کرتا ہوں۔

(1) : - - - - - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

((اللهم انی اعوذک من جہد الیاء ووردک الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء ))

کیا یہ صحیحین کی دعائیں کی دعا تک بندی کا بہترین نمونہ نہیں ہے؟

(۲) : - - - - - نسائی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں معتبر سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ دعائیں آپ کو دیا جائے گا میں نے یہ دعائیں :  
دعائیں آپ کو دیا جائے گا میں نے یہ دعائیں :

((اللهم انی استکب ایما لایریدون فیما لایریدون ویراهنہم صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلیٰ درجہ البیضۃ الخلد ))

یہ دعا بھی اعلیٰ درجہ کی تک بندی کا مرقع ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اسے ثابت رکھا ہے اور نقد نہیں فرمایا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی شخص خود ہی صحیح الفاظ کے ذریعے جو شریعت مطہرہ کے مخالف نہ ہوں اگرچہ ماثور نہ بھی ہوں پھر بھی دعائیں سکتا ہے، کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دعا رسول اکرم ﷺ سے سن کر نہیں مانگی تھی بلکہ اپنی طرف سے یہ دعائیں الفاظ کسے تھے اور اس کا مضموم و معنی و مطلب آپ ﷺ کے لئے ہونے دین کے عین مطابق تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے اسے ثابت رکھا۔ (یعنی اسے برقرار رکھا)

اور صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

((اللهم اغفر لی ذنبی کلمہ واولہ واولہ آخرہ وعلانیہ وسترہ ))

کیا یہ دعا جو نماز میں سجدہ پڑھی گئی ہے کیا یہ تک بندی نہیں ہے؟

بہر حال تک بندی مطلقاً ممنوع نہیں خواہ وہ دعائیں کلمات میں ہی ہو۔

ہاں وہ تک بندی ممنوع ہے جس میں بے جا تکلف ہو اور وہ کسی حق بات کے معارض و مخالفت ہو، چنانچہ صحیح بخاری، ابوداؤد وغیرہ میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ایک نے دوسری کو ہتھکڑیا کر دے مارجس کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو گیا تو رسول اکرم ﷺ نے اس ضائع شدہ حمل (بچہ) کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی کا فیصلہ فرمایا تو مارنے والی عورت کے ولی نے کہا :

((کیف انعمت علی رسول اللہ من لا شرب ولا کل ولا نطق ولا استل فیش ذلک بطل ))

تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((انما یؤمن اخوان الکمان ))



اور ابوداؤد میں اسی واقعہ کے متعلق سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اس شخص کی تک بندی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

((الرجح الأعراب ))

اور ابوداؤد ہی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ مروی ہیں :

((الرجح الجالیہ وکما تبتا )) (المحدث)

الغرض ان الفاظ مبارکہ سے محترم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کیسی تک بندی ممنوع و معیوب ہے۔

دعائیہ کلمات اشعار میں بھی وارد ہوئے ہیں مثلاً :

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اصحاب الرجح کا مرثیہ پڑھتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات فرماتے ہیں :

((صلی اللہ علی الذین تتابعوا لرجح فاکرموا وثبوا )) بخوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ 'ص ۱۸۔

اس شعر میں "ﷺ" دعائیہ کلمہ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں، غفر اللہ لہ ورحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ۔

لیجئے جناب! صحیح بخاری میں کتاب المغازی باب غزوة الخندق الاحزاب "میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لائے ہیں :

((عن البراء رضی اللہ عنہ قال : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصل التراب لجم الخندق حتی اغمر یضہ او اغمر طہ ینقول : واللہ لولا اللہما اجترنا ولا تصدقا ولا صلینا فانزل سکیوہ علینا وثبت الاقدام ان لایقینان قد بنوا علینا اذار او قہتہ لینا ویرغ ہما صومر لینا ینا ))

اس کے ساتھ متصل براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجز عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کہے ہوئے تھے، جو آپ ﷺ اپنی زبان مبارکہ سے ادا فرما رہے تھے۔ عروض کا علم رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ "رجز" یہ شعر کی ایک قسم اور اس کے انجور میں سے ایک بحر ہے۔ اور ان رجزیہ اشعار میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے انزال سکینیت اور تثبیت اقدام کی دعا بھی ہے۔

یہ کلمات اگرچہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، لیکن رسول اکرم ﷺ کا ان کلمات کو اپنی زبان مبارکہ سے ادا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بھی اشعار کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے جب آپ ﷺ سے اشعار میں دعا مانگنے کا ثبوت مل گیا تو پھر ان کی صحت میں کوئی شک نہ رہا۔ بلکہ اس صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ اشعار میں دعا مانگنا یا اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ لہذا اس کے مندوب و مستحب ہونے میں کوئی کلام و شک نہ رہا اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی مدح و تعریف میں جو اشعار پڑھے تھے ان میں دو شعر یہ بھی تھے۔

یارب فاحمنا معا ونینا

فی جنۃ نشفی عیون الحد

فی جنۃ الفردوس واقتبانا



یا ذالجلال وذلعالا والسود

(دیلوان حسان بن ثابت : ص ۵۸)

بہر حال اس سوال کے جواب میں میرے خیال میں کافی لکھا جا چکا ہے۔ لہذا اسے اب ختم کرتا ہوں۔  
حدا ما عندی والنداء علم بالصواب

فتاویٰ راشدہ

صفحہ نمبر 317

محدث فتویٰ